خطبۃ الانوار

خطباء وواعظین کے لیے جمعۃ المبارک کا بیان

بعنوان

امت مسلمہ کے نوجوان کی کردار سازی

سلسلہ نمبر: 00026

تاریخ: 21 اکتوبر 2022 جمعہ
۲۴ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

پیش کش

تنظیم فضلاء انوار العلوم ملتان پاکستان

مرکزی دفتر جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان
0306-0314-0346-0334
6123162
061-6560699

امت مسلمہ کے نوجوانوں کی کردار سازی: سیرت طیبہ کی روشنی میں

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ۔ (نساء:36)

"اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت والے پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور مجلس کے ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان (غلام باندیوں) کے ساتھ جن کے تم مالک ہوئے بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا مغرور اور متکبر کو۔" (ترجمہ: البیان)

نوجوان نسل ملک و ملت کے مستقبل کا ایک بیش قیمت سرمایا ہے، جس پر ملک و ملت کی ترقی و تنزلی موقوف ہے، یہی اپنی قوم اور اپنے دین و ملت کے لئے ناقابلِ فراموش کارنامے انجام دے سکتے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ نوجوان کی تباہی، ملک و ملت کی تباہی ہے اور نوجوان کی کامیابی ملک و ملت کی کامیابی ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

جب تک ملت کے افراد کے ہاتھوں میں اسوۂ مصطفیٰ ﷺ کی مشعل پورے استحکام کے ساتھ باقی ہے اُس وقت تک تقدیر ملت کے ان ستاروں کی روشنی ماند نہیں پڑ سکتی۔ نوجوان نسل ملک و ملت میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں اور جن پر ذمہ داریاں بھی بہت زیادہ عائد ہوتی ہیں۔

حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "روز قیامت آدمی کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکیں گے جب تک وہ پانچ سوالوں کے جواب نہ دیدے: عمر کہاں گزر بسر کی؟، جوانی کو کن کاموں میں گزارا؟، مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور جو علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا؟

(الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن، حدیث نمبر: 2417، شرکہ مکتبہ مصطفیٰ البانی الحلبی، 1975ء، 4/612)

پہلا سوال پوری عمر کے بارے میں ہے کہ وہ کہاں گزاری؟ اس کے بعد جوانی کی تخصیص صرف اس لئے ہے کہ اصل عمر ہی جوانی کی ہے۔

ایک اور مقام پر حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت جانو: جوانی کو بڑھاپے، تندرستی کو بیماری، تونگری کو فقیری، فراغت کو مصروفیت، اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔ (ابن ابی شیبہ، المصنف فی الاحادیث والاثار، حدیث نمبر: 34319، مکتبہ الرشید، الریاض، 1409ھ، 7/77)

اس حدیث میں بھی جوانی کا ذکر موجود ہے۔ بڑھاپے سے پہلے زندگی میں جوانی بھی آجاتی ہے لیکن علیحدہ ذکر کرنا اس کی اہمیت واضح کرتا ہے۔

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ- وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَؕ-ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (البقرہ:83)

اور (یاد کرو) جب اولاد یعقوب سے ہم نے پختہ عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی تم عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ ادا کرتے رہنا پھر تم (اس اقرار سے) پھر گئے مگر تم میں سے تھوڑے اور تم (حق سے) منہ پھیرنے والے ہو۔ (ترجمہ: البیان)

سورہ نساء میں ارشاد ہوا:

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِۙ-وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاۙ۔ (نساء:36)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت والے پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور مجلس کے ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان (غلام باندیوں) کے ساتھ جن کے تم مالک ہوئے بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا مغرور اور متکبر کو۔ (ترجمہ: البیان)

مذکورہ دونوں آیات میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ مسلم معاشرہ کی پوری خصوصیات اور خاکہ بیان فرمادیا گیا ہے۔ اگر اہلِ اسلام ان فرامین الٰہیہ پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارے گھر، محلے، معاشرہ اور ہمارے ممالک جنت کا نمونہ بن جائیں۔

نوجوان (لڑکا ہو یا لڑکی) معاشرہ کا ایک اہم فرد ہے اس حیثیت سے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کا تعلق اپنے خاندان میں ماں باپ سے، رشتہ داروں سے، معاشرے میں بے سہارا افراد یتیموں، مسکینوں سے تعلق کیسا ہے؟ اور معاشرے میں اس کا اپنا کردار کیسا ہے؟۔ ان حیثیتوں کو جاننے کے بعد پھر ہم سیرت طیبہ کی روشنی میں ذکر کریں گے کہ اس پر کون کونسی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

نوجوان کی تعلیم وتربیت اور مثبت معاشرہ کی تشکیل

نوجوان (لڑکی ہو یا لڑکا) کی تعلیم وتربیت معاشرے کی اصلاح کے لئے بہت ضروری ہے۔ تعلیم اچھی سیرت سازی اور تربیت کا ایک ذریعہ ہے جو انسان کو عمل کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ اسلام میں تربیتی احکام انسانی فطرت کے تمام امور کو شامل ہیں ۔ مسلمانوں میں تعلیم وتربیت کے اہتمام کا سلسلہ عہد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ دارِ ارقم، مسجد قبا، مسجد نبوی اور اصحاب صفحہ کے چبوترہ میں تعلیم وتربیت کی مصروفیت اس کے واضح ثبوت ہیں۔ بدر میں تعلیم و تعلم کا فدیہ قرار پانا، صحابہ کرام میں فنِ کتابت کا رواج پانا اور مختلف زبانوں سے آشنا ہونا یہ سب رموز دنیا کی تربیت تھی۔

کتاب و سنت سے ماخوذ علوم و فنون اور عصری علوم وفنون جو معاشرہ کی تعمیر وترقی کا ذریعہ ہے کا حصول بہت ضروری اور اہم ہے۔

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ہم ایام شباب میں رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ و سلم کے ساتھ رہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پہلے ہمیں ایمان سکھایا اور پھر اس کے بعد کتاب اللہ کی تعلیم دی جس سے ہمارے ایمان میں اور اضافہ ہوتا چلا گیا۔ (ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن، حدیث نمبر: 61، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت، 1 / 23)

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پہلے ایمان سیکھایا پھر کتاب و حکمت سے روشناس کرایا۔ یہی منہج ہمیں اپنے نونہالان کی تعلیم وتربیت میں رکھنی چاہیے اور یہی وہ نسخہ کیمیا ہے جو ہر نوجوان کی سمت کو صحیح کرتا ہے جس پر چلنے کے بعد اس کی سرگرمیوں کا رخ درست ہو جاتا ہے۔

کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ سراپائے علومِ نافعہ ہیں نوجوان نسل کو چاہیے کہ وہ کتاب و سنت میں غوطہ زن ہو کر اپنی سرگرمیوں کا رخ ان علوم نافعہ کی طرف موڑ دیں، اسی میں تعمیر کائنات و تسخیر دنیا بھی ہے۔ عصر حاضر میں جب انسانیت مسائل کے گرداب میں پھنس چکی ہے بالخصوص نسل نو، جو بے پناہ قوت اور صلاحیتوں کے باوجود انگشت بدندان اور انتشار کی کیفیت سے دوچار ہے، ان مسائل کا حل سیرت نبویہ ﷺ میں مضمر ہے۔

نوجوان خاندان میں ایک فرد کی حیثیت سے

نوجوان خاندان میں ماں باپ کی امیدوں کا مرکز اور ضعیفی کا سہارا بہن بھائیوں کا مان اور پورے خاندان کے لئے فخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، صلہ رحمی کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلاَّ تَعْبُدُوْٓا اِلاَّ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُہُمَا اَوْ کِلٰہُمَا فَلاَ تَقُلْ لَّہُمَا اُفٍّ وَّلاَ تَنْہَرْ ہُمَا وَقُلْ لَّہُمَا قَوْلاً کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ ۔ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔(سورہ بنی اسرائیل،24، 23)

اورآپ کے رب نے حکم فرمایاکہ (اے لوگو) اس (اللہ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرواورماں باپ کے ساتھ اچھاسلوک رکھو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یادونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو (اے مخاطب) انہیں اُف تک نہ کہنااورانہیں نہ جھڑکنااوران کے ساتھ ادب سے بات کرنا۔ اور نرم دلی کے ساتھ ان کے لیے عاجزی سے جھکے رہنااور کہناکہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرماجیساکہ ان دونوں نے بچپن میں مجھے پالا۔(ترجمہ: البیان)

اللہ رب العالمین نے اپنی توحید جیسے بنیادی عقیدہ کے ساتھ والدین سے حسنِ سلوک، ان سے بات کرتے ہوئے لہجہ میں نرمی اور ان کے ساتھ عاجزی وانکساری کرنے کے ساتھ ساتھ دعائے خیر کا اہتمام کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

سورہ احقاف میں ہے ارشاد ہوا:

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًاؕ(احقاف:15)

"اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے ماں باپ سے نیکی کرے" (ترجمہ: البیان)

اسی طرح سورہ لقمان میں رب تعالیٰ نے اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر گزاری کا حکم فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ"(لقمان:14)

"میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر" (ترجمہ: البیان)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے والدین کے لئے جو دعا بارگاہ الٰہی میں عرض کی تھی اسے قرآن پاک نے نقل فرمایا اور حضور سید الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی ہر نماز میں یہ دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ وہ دعا یہ ہے: **رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ**(ابراہیم:41) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العالمین کی بندگی کے بعد والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اولاد کے لئے خاص اہمیت کی حامل ہے۔

حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سیرت طیبہ میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک بڑی تاکید ملتی ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: "ای العمل احب الی اللہ" "اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز کو اپنے (مستحب) وقت میں ادا کرنا۔ میں نے عرض کی: پھر اس کے بعد کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بِرُ الوَ الِدَینِ" "اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔"

(مسلم، ابو داوٗد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے پوچھا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بیٹے پر اس کے ماں باپ کا حق کیا ہے ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہما جنتک ونارک" (اگر تو ان کی خدمت کرکے انہیں خوش کرلے تو) وہ تیرے لئے جنت ہیں اور (اگر نافرنی کرکے ناراض کر بیٹھے تو) تیرے لئے دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے ان کی اطاعت و خدمت جنت میں لے جاتی ہے اور ان کی بے ادبی و ناراضگی اور نافرمانی و ایذارسانی دوزخ میں لے جاتی ہے۔

والدین کی وفات کے بعد کے حقوق

اولاد پر والدین کے حقوق کا سلسلہ ان کی زندگی میں ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ کچھ حقوق بعد از وصال بھی نیک بخت اولاد کے ذمہ ہیں۔

حضرت اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ قبیلہ کا ایک آدمی حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! صلیٰ اللہ علیہ وسلم کیا میرے والدین کی بھلائیوں میں سے کوئی بھلائی باقی ہے جو میں ان کی وفات کے بعد بھی ان سے کروں حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہاں ہے، ان پر نماز جنازہ، ان کے لئے دعائے مغفرت، ان کے بعد ان کی زندگی میں کئے ہوئے عہد نبھانا، ان رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن سے رشتے ان (والدین) کی وجہ سے قائم ہوئے۔ (دادا، دادی، نانا، نانی، بہن، بھائی، چچا، تایا وغیرہ) اور ان دونوں کے دوستوں (باپ کے دوستوں، ماں کی سہیلیوں) کا عزت و احترام کرنا۔" (الترغیب والترہیب۔ 248)

جس طرح والدین کی زندگی میں ان کی اطاعت و خدمت اور حسنِ سلوک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعد از وصال بھی ان کے ساتھ احسان کیا جائے۔ وہ اُن کے تعلق والوں سے اچھا تعلق اور اُن سے صلہ رحمی اور والدین

کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرے۔ اس عمل سے والدین کو قبر میں راحت و سکون نصیب ہو گا اور اولاد کے لئے اعمال میں اعلیٰ درجہ۔

OLD AGE HOME

مذہبِ اسلام OLD AGE HOME کلچر کی تعلیم نہیں دیتا جس میں زندگی کے آخری ایام گزارنے والے بزرگ والدین اپنے نوجوان بچوں سے ملنے، ان سے بات کرنے اور ملاقات کرنے کو ترس جاتے ہیں۔

مذہبِ اسلام نوجوان نسل کو اپنے والدین کا مطیع و فرمانبردار، ان کے سامنے عاجزی و انکساری اور ادب کرنے والا نیک صالح و سعادت مند دیکھنا پسند کرتا ہے۔ یہ مذہب اسلام اور سیرت طیبہ کی تعلیمات ہی ہیں کہ ہمارے بزرگ اپنے بچوں کے ساتھ اپنے گھروں میں زندگی کے آخری ایام بڑی راحت و سکون سے گزارتے ہیں۔

نوجوان معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے

جوانی کی حالت میں انسان کی ہر قسم کی قوت عروج پر ہوتی ہے۔ اگر انسان اپنی ان قوتوں کو اچھے طریقہ سے استعمال کرے تو واقعی ایک مثالی انسان بن جائے۔

حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے کمالات و معجزات عطا فرمائے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نے جوانی کی حالت میں اپنی تمام صلاحیتوں اور خوبیوں کا اعتراف مکہ کے لوگوں سے کروالیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کو صادق الامین کے لقب سے پکارا گیا۔ بعثتِ نبوت کے وقت آپ ﷺ نے اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنی اسی چالیس سالہ زندگی کو ہی پیش فرمایا۔

جب مکہ میں بارشوں کی وجہ سے سیلاب آیا اور بیت اللہ کا کچھ حصہ گر گیا، تمام قبائل نے مل کر عزت و وقار کے حصول کی خاطر اسے دوبارہ تعمیر کیا، جب حجر اسود کی تنصیب کی باری آئی تو فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ اسے نصب کون کرے گا، قبیلوں کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی۔ قریش کے سب سے سن رسیدہ "ابو امیہ" نے تجویز دی کہ جو شخص کل صبح سب سے پہلے حرم شریف میں اس دروازے (باب بنی شیبہ) سے داخل ہو گا اسی کا فیصلہ قبول کر لیا

جائے گا۔ دوسرے دن جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہوا وہ حضور ﷺ تھے۔ جب سب کی نگاہیں آپ ﷺ پر پڑیں تو سب نے کہا کہ یہ تو "امین" ہیں ہمیں ان کا فیصلہ منظور ہے۔ تو آپ ﷺ نے حجر اسود کو ایک چادر میں رکھا اور سب قبیلے والوں کو اس چادر کے ایک ایک کونے کو پکڑنے کا کہا، تاکہ سب قبیلے والوں کو یہ شرف حاصل ہو جائے، حجر اسود کو بیت اللہ کے قریب لایا گیا اور آپ ﷺ نے خود حجر اسود کو پکڑ کر اس کی جگہ میں نصب کر دیا۔ اس طرح حضور ﷺ نے نوجوانی کی حالت میں بڑی عمدہ تدبیر سے اس بڑے فساد کو ختم فرمایا۔

(سیرت ابن ہشام، ج1، ص197، 192، طبع 1375ھ، بحار الانوار، ج15، ص337-412)

حضور خاتم الانبیاء ﷺ کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو اس کی مدد کے لئے تیار ہو جاتے، ایک بڑھیا کو دیکھا جو بوجھ اٹھائے جارہی تھی، بوجھ کی وجہ سے کمر جھکی جارہی تھی، پتھر دل لوگ بڑھیا پر ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر بوجھ اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور لوگوں سے کہا: کمزور بڑھیا کا مذاق اڑانا جوانوں کا شیوہ نہیں، مردانگی یہ ہے کہ اس کا بوجھ اٹھا دو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نوجوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے تعظیم و تکریم کی تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت ایسے شخص کو مقرر کرے گا، جو اس کی تعظیم کرے گا۔ (جامع ترمذی)

جوانی میں آپ ﷺ کا اکثر وقت بوڑھوں، بیماروں اور معذورں اور بے سہارا لوگوں کی دیکھ بھال پر صرف فرماتے تھے۔ جوانی میں تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا اور معاشرتی ذمہ داریاں احسن انداز سے انجام دیں۔ 25 سال کی عمر میں تجارت میں دیانت و کامیابی ہی کا نتیجہ تھی کہ آپ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صورت میں ایک نیک خدمت گزار بیوی ملی، ان کے ہمراہ بڑی پر سکون اور خوشگوار جوانی کی زندگی گزاری۔

آج کی نوجوان نسل کو حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی جوانی کی زندگی سے جو رہنمائی حاصل کرنی چاہیے ان میں بنیادی بات یہ ہے کہ آج نوجوان سچائی اور شرافت کا پیکر ہو اور اس کی ان خوبیوں کا اعتراف اس کے خاندان، دوست

، ہمسائے کریں۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب ہمارا نوجوان اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں سیرت طیبہ سے رہنمائی حاصل کرکے اس پر عمل پیرا ہو۔

نوجوان اپنے ذاتی کردار کی حیثیت سے

نوجوانوں کو اکثر وبیشتر بے قرار اور بے چین رکھنے والی چیز اور بعض نافرمانیوں میں ڈالنے والی شہوت رانی ہے۔ شہوت سب سے پہلے آنکھوں کو دعوت دیتی ہے، مثلاً غیر محرم عورتوں سے بے جا اختلاط، فیس بک، یوٹیوب وغیرہ پر فحاشی پر مبنی فلمیں دیکھنا اور اِسی قسم کی موسیقی سننا شہوت میں ہیجان پیدا کرتی ہیں، جو کسی عقل مند پر مخفی نہیں یہ سب حرام کاموں کا ذریعہ اور دروازہ ہیں۔ آنکھوں کی آزادی اور بے باکی خواہشات میں انتشار پیدا کرتی ہے۔

ایک حدیث میں بدنظری کو آنکھو ں کا زنا قرار دیا گیا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: فَزِنَاالْعَیْنِ النَّظَرُ "آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے"۔ (البخاری، محمد بن اسماعیل ا، الجامع الصحیح، بیروت، دار ابن کثیر الیمامہ، ۱۴۰۷ھ، جلد ۵، صفحہ ۲۳۰۴)

اسلام پاک وصاف معاشرے کی تعمیر اور انسانی اخلاق وعادات کی تہذیب کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کی تہذیب اور پُرامن معاشرے کے قیام کے لیے جو اہم تدبیر کرتا ہے، وہ انسانی جذبات کو ہر قسم کے ہیجان سے بچاکر پاکیزہ زندگی کا قیام ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے میں اسلام نے حفاظتِ نظر پر زور دیا ہے؛ چونکہ بدنظری تمام فواحش کی بنیاد ہے، اس لیے قرآن وحدیث سب سے پہلے اس کی گرفت کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ(النور:30)

(اے محبوب) آپ مسلمان مردوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے کے لیے بہت پاکیزہ ہے بیشک اللہ ان کے سب کاموں سے خوب خبردار ہے۔ (ترجمہ: البیان)

اور اسی طرح عورتوں کو بھی حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِہِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ(النور:31)

"اورایمان والی عورتوں کو فرمائیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں"(ترجمہ:البیان)

بدکاری کے راستے کی پہلی سیڑھی بدنظری ہے۔ اسی وجہ سے "حفاظت فرج" سے "حفاظت بصر" کو مقدم ذکر کیا گیا۔ غضِ بصر کا حکم ہر مسلمان کو دیا گیا۔ نگاہیں نیچی رکھنا یہ فطرتِ انسانی اور حکمتِ الٰہی کے تقاضے کے مطابق ہے۔

راستے میں، عام گزر گاہوں میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے وہ اس لئے کہ ہر طرح کے آدمی گزرتے ہیں، نظر بے باک ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو کہ کسی پر نظر پڑے اور وہ گناہ کا سبب بن جائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ایک دفعہ حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے بیٹھنے کی مجبوری پیش کی، تو آپ صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں جب کوئی مجبوری ہو تو راستہ کا حق ادا کرو! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا راستہ کا حق کیا ہے۔؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْىُ عَنْ الْمُنْكَرِ

(مسلم بن حجاج، امام، الصحیح، بیروت، داراحیاء التراث العربی، جلد ۴، صفحہ ۱۷۰۴۲۳۰۴)

”نگاہ نیچی رکھنا، اذیت کا رد کرنا، سلام کا جواب دینا، اور بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا“۔

بدنگاہی تمام فتنوں اور آفتوں کا بنیادی سبب ہے۔ چونکہ تمام تر دل میں پیدا ہونے والے اچھے برے خیالات، جزبات و تصورات اسی کے تابع ہیں۔ اسی لئے نگاہوں کو نیچے رکھنا اور ان کی حفاظت کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

یہ سب ایسے امور ہیں جن کی وجہ سے نوجوان نسل گمراہی اور معصیت کے راستے پر چل نکلتی ہے۔ اور کھل کھلا کر فخریہ طور پر اپنی معصیت کی معاشرے میں دوستوں کے سامنے تشہیر کرتی ہے۔ جو بہت خطرناک ہے۔

حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

کل امتی معافی الا المجاہرین(بخاری 6069، مسلم:2990)

"اعلانیہ طور پر گناہ کرنے والوں کے سوا میری ساری امت کو معافی مل جائے گی"۔

اس سے زیادہ دل خراش بات یہ ہے کہ آج کل نوجوان لڑکے دھوکے سے لڑکیوں کو پھانس کر ان کی ویڈیوز بنا کر بلیک میل کرتے ہیں، اور پھر انہیں اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ان کے بے ہودہ خیال میں زنا، جوانی، مستانی، مردانگی کمال حیات کی نشانی ہے۔ جبکہ اللہ رب العالمین نے سختی سے ان معاملات سے دور رہنے کا حکم فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَآ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (سورہ بنی اسرائیل:32)

"اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔" (ترجمہ: البیان)

مریضِ عشق کی بیماروں کی نحوست بھری علالت اور ذلیلانہ نقاہت عام جسمانی تکلیف اور بیماری کے علاوہ کوئی اور ہی مرض ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کی صحت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات یہ عشق تو موت کی تاریک کھائی میں دھکیل دیتا ہے۔ اور بہت سے افراد ناکامی عشق میں خودکشی کی حرام موت مر جاتے ہیں۔

اگر ہماری نوجوان نسل اپنی حیثیتوں کو سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنما اصولوں کے مطابق اپنے خاندان، دوستوں، ہمسائیوں وغیرہ کے ساتھ گزاریں تو وہ وقت دور نہیں کہ ہمارا بگڑا ہوا معاشرہ، امن و سکون کا ایک مثالی معاشرہ بن جائے۔

پیغام محبت

ہم اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے ہزاروں اور لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں، جائیداد و بنک بیلنس بناتے ہیں تاکہ ان کی زندگی آسان و پر سکون ہو۔ اس بار کچھ اور انداز سے تعلیم و تربیت پر خرچ کریں۔

- چھوٹے بچوں کی تربیت میں یہ شامل کر دیں کہ 12 ربیع الاول کی نسبت سے ہم اپنے بچوں کو حضور ﷺ کی 12 سنتوں پر عمل کرائیں گے۔

- جب بچے شعوری زندگی میں قدم رکھیں تو والدین کی طرف سے سب سے اہم اور بڑا تحفہ حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک کتاب تحفہ میں دیں اور جائزہ لیتے رہیں کہ بچے نے ایک ہفتہ میں اس کتاب کے کتنے صفحات مطالعہ کیے اور ان سے کیا سبق حاصل کیا۔
- شادی بیاہ کی تقریبات میں حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کتاب تحفہ میں دیں۔
- اپنے بچوں کی شادی کے وقت ان کو یہ نصیحت ضرور کریں کہ حضور خاتم الانبیاء صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کو ضرور مطالعہ کریں۔

اگر ہم اپنی اولاد کے لئے صرف اتنا ہی کرلیں تو یقیناً ہماری نوجوان نسل کا مستقبل روشن اور مثالی ہو گا اور ہمارے لیے بھی آخرت میں نجات کا سبب بنے گا۔